Quarterly Research Journal "Al-Qudwah", Volume 02, Issue 04, Oct-Dec 2024

AL-QUDWAH

ISSN(P): 2959-2062 / ISSN(E): 2959-2054

https://al-qudwah.com

تکثیری معاشرہ میں انصاف کے اصولوں کے تطبیق سے سیاسی مسائل کا حل: ایک تحقیقی مطالعہ

Solving Political Problems by Applying Principles of Justice in a Pluralistic Society: An Exploratory Study

ABSTRACT

Justice in its broader context is the real and philosophical term for the fulfillment of the matter known as justice. The concept of justice is based on multiple angles, it has different perspectives. These include moral health, knowledge, law, religion, equality and impartiality. Often the general discussion of justice is seen in relation to the realms of social justice, which are combined with philosophy, theology, religion and the methodology of justice, for which law is studied in particular. Principles of justice in the light of Quran and Sunnah are the basis of any political system. In a pluralistic society like the subcontinent, many political problems can be solved by applying the principles of justice. According to Islamic teachings, the goal of justice is social equality, protection of people's rights, and prevention of oppression. Here we look at various aspects of justice and suggest solutions to political problems through them.

Keywords: *Pluralistic, Principles, Protection, Justice, Particular.*

AUTHORS

Ilyas Ud Din*
Ph.D Scholar Department of Islamic Studies, SBBU Sheringal, Dir Upper:
ilyasuddin442@gmail.com

Dr. Sami ul Haq**
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, SBBU Sheringal, Dir Upper:
haq@sbbu.edu.pk

Date of Submission: 26-10-2024
Acceptance: 10-11-2024
Publishing: 15-11-2024

Web: https://al-qudwah.com
OJS: https://al-qudwah.com/index.php/aqrj/user/register
e-mail: editor@al-qudwah.com

Correspondence Author:
Ilyas Ud Din* *Ph.D Scholar Department of Islamic Studies, SBBU Sheringal, Dir Upper, Pakistan.*

تعارف:

انصاف اپنے وسیع ترسیاق وسباق میں حقیقی اور فلسفیانہ معاملے کے انجام پانے کا نام ہے جسے عدل کہا جاتا ہے۔ انصاف کا تصور متعدد زاویوں پر مبنی ہے، اس کے مختلف نقطہ نظر ہیں۔ ان میں اخلاقی صحت، علمیت، قانون، مذہب، مساوات اور غیر جانب داری شامل ہے۔ اکثر انصاف کے عمومی تذکرے کو سماجی انصاف کے دائروں سے جوڑ کر دیکھا جاتا ہے جو فلسفے، دینیات، مذہب اور انصاف کے طریقۂ کار کے ساتھ ملتے ہیں، جس کے لیے بطور خاص قانون کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

انصاف کا فقدان اکثر غرور وتکبر، خود ستائی اور دوسروں کو کمتر اور نااہل سمجھنے پر نتیجہ خیز ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر شادی بیاہ کے معاملے میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ لڑکے والے سمجھتے ہیں کہ ان کے لڑکے میں کوئی خامی نہیں ہے اور لڑکی اور اس کے خاندان والوں میں کوئی اچھائی نہیں ہے یہی حال لڑکی والوں کا بھی ہے وہ بھی اپنی لڑکی کو لے کر ہمیشہ خوش فہمیوں کا شکار رہتے ہیں اور رشتہ میں آئی کڑواہٹوں کے لیے صرف اور صرف لڑکے اور اس کے قریبی رشتہ داروں کو قرار دیتے ہیں جو کسی بھی طرح روح ایمان سے مطابقت نہیں رکھتا بلکہ یہ کہا جائے تو بے جانہ ہو گا کہ اجرائے عدالت میں ہوا وہوس پر مبنی ایسا غیر منصفانہ طرز عمل، طرفداری اور تعصب سے کام لینا تو زمانہ جاہلیت کی نشانی تھا جہاں لوگ محبت و نفرت اور مفادات و تعلقات کے زیر اثر گواہی دیتے تھے۔[1] اسی طرح سے کام کی جگہ پر لوگوں کی منصفانہ جانچ، جائداد اور اثاثوں کی حقیقی اور قانونی تقسیم انصاف کا اہم حصہ ہے۔

انصاف کی ایک قسم تو وہ ہے جو ہر شخص کسی دوسرے کے ساتھ معاملے میں راست بازی اور حقیقت پسندی سے کرے۔ یہ کام ادارہ جات اور ان کے ذمے داروں کی جانب سے بھی کیا جاتا ہے جو زیادہ فعال اور صالح افراد کو نئی ذمہ داری کے عہدے دیتے ہیں۔ یہ کام عدالتوں میں بھی ہوتا ہے، جو جائداد کی تقسیم، رشتوں کی برقراری یا ان میں تفریق اور اسی طرح جرائم کے سرزد ہونے کی صورت میں مجرموں کو معمولی جرمانے اور قید سے لے کر سزائے موت کی تک سزا دیتی ہیں۔

قرآن وسنت کی روشنی میں انصاف کے اصول کسی بھی سیاسی نظام کی بنیاد ہیں۔ برصغیر جیسے تکثیری معاشرے میں انصاف کے اصولوں کی تطبیق سے بہت سے سیاسی مسائل حل کیے جاسکتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، انصاف کا مقصد معاشرتی برابری، عوام کے حقوق کی حفاظت، اور ظلم وزیادتی کو روکنا ہے۔ یہاں ہم انصاف کے مختلف پہلوؤں کو دیکھتے ہیں اور ان کے ذریعے سیاسی مسائل کا حل تجویز کرتے ہیں۔

قانون کی برابری برصغیر میں امتیازی قوانین کا خاتمہ:

برصغیر میں اکثر مختلف مذاہب اور طبقات کے افراد کے لیے مختلف قوانین یا امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ اگر اسلامی اصولوں کے مطابق تمام شہریوں کو قانون کے سامنے برابر قرار دیا جائے اور امتیازی قوانین کو ختم کیا جائے، تو عوام کا اعتماد سیاسی اور قانونی نظام پر بحال ہو گا۔

قانونی مسائل کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ [1]

ترجمہ: اور اگر تم فیصلہ کرو تو لوگوں کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔"

[1] ۔القرآن الکریم، سورہ النساء، 58

یہ آیت انصاف کے اصول کو واضح کرتی ہے، جس کے مطابق تمام افراد، چاہے وہ حکمران ہوں یا عام شہری، قانون کی نظر میں برابر ہیں۔ اسلام میں کسی کو بھی قانون سے بالاتر نہیں رکھا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

عن عائشة , ان قريشا اهمهم شان المراة المخزومية التي سرقت , فقالوا: من يكلم فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم , فقالوا: من يجترئ عليه إلا اسامة بن زيد , حب رسول الله صلى الله عليه وسلم فكلمه اسامة , فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " اتشفع في حد من حدود الله " , ثم قام فاختطب , فقال: " إنما اهلك الذين من قبلكم , انهم كانوا إذا سرق فيهم الشريف تركوه , وإذا سرق فيهم الضعيف اقاموا عليه الحد , وايم الله , لو ان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها " , قال: وفي الباب , عن مسعود ابن العجماء , وابن عمر , وجابر , قال ابو عيسى: حديث عائشة حديث حسن صحيح , ويقال: مسعود بن الاعجم , وله هذا الحديث[2]۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش قبیلہ بنو مخزوم کی ایک عورت ا کے معاملے میں جس نے چوری کی تھی، کافی فکر مند ہوئے، وہ کہنے لگے: اس کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون گفتگو کرے گا؟ لوگوں نے جواب دیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہیتے اسامہ بن زید کے علاوہ کون اس کی جرات کر سکتا ہے؟ چنانچہ اسامہ نے آپ سے گفتگو کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" : کیا تم اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کر رہے ہو؟ "پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیتے ہوئے آپ نے فرمایا" :لوگو! تم سے پہلے کے لوگ اپنی اس روش کی بنا پر ہلاک ہوئے کہ جب کوئی اعلیٰ خاندان کا شخص چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے، اور جب کمزور حال شخص چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے، اللہ کی قسم! اگر محمد کی بیٹی فاطمہ چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا"

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے قانون کی برابری کو عملی طور پر واضح کر دیا کہ کسی بھی شخص کو، چاہے وہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو، قانون سے استثنیٰ نہیں مل سکتا۔

اسلامی تعلیمات میں قانون کی نظر میں ہر شخص برابر ہے، چاہے وہ حکمران ہو یا عام شہری، مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ انصاف کی برابری کا یہ اصول سب کے لیے یکساں قانونی حقوق اور ذمہ داریاں طے کرتا ہے۔

برصغیر کے سیاسی نظام میں مختلف طبقوں اور اقلیتوں کے ساتھ امتیازی سلوک کو ختم کیا جائے اور سب کو یکساں قانونی حقوق دیے جائیں۔ تمام سیاسی جماعتوں اور حکومتوں کو قانون کے مطابق جواب دہ بنایا جائے تاکہ کوئی بھی طبقہ قانون سے بالاتر نہ ہو۔

اقتصادی انصاف:

قرآن مجید میں دولت کی منصفانہ تقسیم پر زور دیا گیا ہے۔ اسلام کے اقتصادی اصولوں کے مطابق دولت چند لوگوں کے ہاتھ میں مرکوز نہیں ہونی چاہیے، بلکہ اسے پوری قوم کے فائدے کے لیے استعمال کیا جانا چاہیے۔ قرآن کہتا ہے:

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَىْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۚ وَمَآ اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔[3]

[2]۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، الجامع الصحیح بخاری، کتاب المغازی، 4304، دار ابن کثیر بیروت، 1407ھ / 1987ء

[3]۔ القرآن الکریم، سورہ حشر، آیت نمبر 7

جو مال اللہ نے اپنے رسول کو دیہات والوں سے مفت دلا یا سو وہ اللہ اور رسول اور قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے، تا کہ وہ تمہارے دولت مندوں میں نہ پھر تا رہے، اور جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو، اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

اسلام میں اقتصادی انصاف کی تعلیم دی گئی ہے، جس میں دولت کی منصفانہ تقسیم اور امیروں کی دولت کو صرف ان کے درمیان محدود رکھنے کی ممانعت کی گئی ہے۔

زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم مالی نظام ہے جو دولت کی تقسیم کو متوازن رکھتا ہے اور امیروں سے لے کر غریبوں کی فلاح و بہبود میں مدد کرتا ہے۔ اس نظام کے ذریعے غربت کو کم کیا جا سکتا ہے۔

غربت اور بے روزگاری کا خاتمہ:

برصغیر میں اقتصادی ناہمواری ایک بڑا مسئلہ ہے۔ اگر دولت کی منصفانہ تقسیم کے اصول پر عمل کیا جائے اور زکوٰۃ یا ویلفیئر سسٹم جیسے مالیاتی نظام قائم کیے جائیں، تو غربت اور بے روزگاری کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

برصغیر میں غربت اور بے روزگاری جیسے بڑے مسائل کا حل اقتصادی انصاف سے ممکن ہے۔ حکومت کو ایسی پالیسیاں بنانی چاہئیں جو دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنائیں، مثلاً ٹیکس کے منصفانہ نظام اور عوامی فلاح و بہبود کے پروگرام۔ کرپشن اور بدعنوانی کو ختم کرنے کے لیے شفافیت اور احتساب کا نظام نافذ کیا جائے تا کہ وسائل کا منصفانہ استعمال ہو۔

مذہبی اور نسلی انصاف:

اسلام میں انصاف کا اصول سب کے لیے یکساں ہے، چاہے وہ کسی بھی مذہب یا قوم سے تعلق رکھتے ہوں مذہبی یا نسلی بنیادوں پر ناانصافی کی سخت ممانعت کی گئی ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۚ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ[4]

اے ایمان والو! اللہ کے واسطے انصاف کی گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جاؤ، اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہر گز نہ چھوڑو، انصاف کرو کہ یہی بات تقویٰ کے زیادہ نزدیک ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ اس سے خبردار ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو، انصاف کرو کہ یہی تقویٰ کے قریب تر ہے

اسلامی تعلیمات میں مذہبی اور نسلی انصاف کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ کسی قوم یا مذہب سے دشمنی کی بنیاد پر ناانصافی سے منع کیا گیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے میثاقِ مدینہ میں مختلف مذاہب کے افراد کو برابری کی بنیاد پر حقوق دیے اور ان کے ساتھ انصاف کا سلوک کیا[5]۔

مذہبی و نسلی تنازعات کا خاتمہ:

برصغیر میں مذہبی اور نسلی تنازعات سیاسی عدم استحکام کا باعث بنتے ہیں۔ قرآن و سنت کی روشنی میں مذہبی اور نسلی انصاف کا نفاذ کیا جائے تا کہ تمام قوموں اور مذاہب کے لوگ امن کے ساتھ رہ سکیں۔

---

[4]۔ القرآن الکریم، سورہ مائدہ، آیت 8

[5]۔ ابن ہشام، ابو محمد بن عبدالملک، سیرۃ النبویہ، تحقیق: عبدالروف سعد، طباعۃ الفنیہ المتحدہ، س-ن

بر صغیر میں مذہبی اور نسلی کشیدگی اکثر سیاسی مسائل کا باعث بنتی ہے۔ حکومتوں اور سیاسی جماعتوں کو یہ یقینی بنانا چاہیے کہ تمام قوموں اور مذاہب کے ساتھ انصاف کیا جائے اور کسی طبقے کے ساتھ امتیازی سلوک نہ ہو۔ عوام کو یہ پیغام دیا جائے کہ سب لوگ برابر ہیں، اور اختلافات کو برداشت کرنے اور حل کرنے کی تعلیم دی جائے۔

عدل وانصاف پر مبنی قیادت:

اسلامی قیادت کا معیار عوام کی فلاح و بہبود ہے، نہ کہ ذاتی مفاد۔ اسلام میں حکمران کو عوام کا خادم سمجھا جاتا ہے اور اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کرے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:" عن جابر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «خير الناس انفعهم للناس»[6]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا” :لوگوں میں بہترین وہ ہے جو ان میں سے) دوسرے (لوگوں کے لیے زیادہ نفع مند ہو۔“

عنی اگر کوئی اپنے آپ کو بہترین انسان بنانا چاہتا ہے تو وہ دوسروں کے لیے نفع بخش بن جائے اور ان میں خیر بانٹنا شروع کر دے۔ اور سب سے عمدہ چیز جو بانٹی جاسکتی ہے اور جس کے ذریعہ اوروں کو نفع پہنچایا جاسکتا ہے، وہ علم سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے۔ علم ایک ایسی چیز ہے جو پست کو بالا کرتی ہے۔ انسان کو فرشتوں پر جو شرف بخشا گیا اس کا بظاہر سبب علم کو ہی بنایا گیا۔ علم نافع کے حصول اور پھر اس پر مخلصانہ عمل کے ذریعہ سے ہی انسان اپنی راحتوں میں اضافہ اور اپنی سلامتی کو دوام بخش سکتا ہے، اور اپنی کھوئی ہوئی جنت کو دوبارا سے پا سکتا ہے۔ یہ ہے وہ مقصد جس کے تحت یہ علم گروپ بنایا گیا ہے۔ کہ اس گروپ کے توسط سے علم نافع کی ترویج کی داغ بیل ڈالی جائے۔ اس میں علم کی کسی خاص شاخ کی تخصیص نہیں بلکہ علم خواہ دینی ہو، خواہ سائنسی، خواہ عملی ہو خواہ نظری، اگر اس میں انسانیت کی فوز و فلاح ہے تو اس کو عام اور رائج کرنے میں کاوش کی جائے۔

بے جا بحث، مسالکانہ کشاکش اور الحادی فکر کی ترویج کی بہر حال اس گروپ میں کوئی گنجائش نہیں۔ ایسی ہر کوشش کی یہاں حوصلہ شکنی ہو گی۔

گروپ اراکین سے بھی گزارش ہے کہ وہ کہ وہ گروپ کے علمی مقاصد کی تکمیل میں شامل ہوں اور اپنے علم اور تجربے سے دوسروں کو اور دوسروں کے علم و تجربہ سے خود کو مستفید کریں۔

اسلامی قیادت کا تصور انصاف پر مبنی ہے، جہاں حکمران اپنے مفاد سے زیادہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرتا ہے۔

عوامی فلاح و بہبود پر مبنی قیادت:

بر صغیر میں اگر سیاسی قیادت کو عوام کی خدمت اور انصاف پر مبنی کیا جائے، تو بدعنوانی، اقربا پروری اور استحصال کے مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے۔ سیاسی قیادت کو ایمانداری اور امانت داری پر مبنی ہونا چاہیے، جہاں حکمرانوں کو عوام کے سامنے جواب دہ بنایا جائے۔ ایسے حکمرانوں کا انتخاب ہو جو عوام کی فلاح و بہبود کو اپنے ذاتی مفادات سے مقدم رکھیں اور انصاف کو اپنا معیار بنائیں۔

عدلیہ کی آزادی اور مضبوطی

اسلام عدلیہ کی آزادی اور انصاف کی فراہمی کو انتہائی اہمیت دیتا ہے۔ عدلیہ کا فرض ہے کہ وہ بغیر کسی دباؤ کے انصاف کے تقاضوں کو پورا کرے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

[6]۔ امام ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح سنن الترمذی تحقیق: احمد محمد شاکر وخرون، رقم الحدیث:1234، داراحیاء التراث العربی بیروت، س۔ن

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰٓى اَهْلِهَاۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا[7]

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچا دو، اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو، بے شک اللہ تمہیں نہایت اچھی نصیحت کرتا ہے، بے شک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

اسلامی اصولوں کے مطابق انصاف کا تقاضا ہے کہ عدلیہ آزاد اور غیر جانبدار ہو، تاکہ ہر فرد کو انصاف مل سکے۔

آزاد عدلیہ کا قیام:

برصغیر میں سیاسی مداخلت کی وجہ سے عدلیہ کی آزادی محدود ہو جاتی ہے۔ اگر عدلیہ کو مکمل آزاد اور خود مختار بنایا جائے، تو عوام کا اعتماد بحال ہو گا اور سیاسی مسائل منصفانہ طریقے سے حل ہو سکیں گے۔

سیاسی مسائل کا حل:

عدلیہ کو سیاسی دباؤ سے آزاد رکھا جائے اور اس کی خود مختاری کو یقینی بنایا جائے۔ سیاسی فیصلے اور تنازعات عدلیہ کے ذریعے حل کیے جائیں تاکہ عوام کا اعتماد بحال ہو اور سیاسی مسائل منصفانہ طریقے سے حل ہوں۔

معاشرتی انصاف اور عوامی فلاح:

اسلامی تعلیمات میں معاشرتی انصاف پر بہت زور دیا گیا ہے، جہاں کمزور اور محروم طبقے کی مدد کو ایک فرض سمجھا جاتا ہے۔ نبی مہربان ﷺ کا ارشاد ہے:

عن ابي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " من نفس عن اخيه كربة من كرب الدنيا نفس الله عنه كربة من كرب يوم القيامة، ومن ستر مسلما ستره الله في الدنيا والآخرة، ومن يسر على معسر يسر الله عليه في الدنيا والآخرة، والله في عون العبد ما كان العبد في عون اخيه، ومن سلك طريقا يلتمس فيه علما سهل الله له طريقا إلى الجنة، وما قعد قوم في مسجد يتلون كتاب الله ويتدارسونه بينهم إلا نزلت عليهم السكينة، وغشيتهم الرحمة، وحفتهم الملائكة، ومن ابطا به عمله لم يسرع به نسبه ". قال ابو عيسى: هكذا روى غير واحد، عن الاعمش، عن ابي صالح، عن ابي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم مثل هذا الحديث، وروى اسباط بن محمد، عن الاعمش، قال: حدثت عن ابي صالح، عن ابي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم فذكر بعض هذا الحديث۔[8]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" : جس نے اپنے بھائی کی کوئی دنیاوی مصیبت دور کی تو اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن کوئی نہ کوئی مصیبت دور فرمائے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی۔ تو اللہ اس کی دنیا و آخرت میں پردہ پوشی کرے گا، اور جس نے کسی تنگ دست کے ساتھ آسانی کی، تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کے لیے آسانی پیدا فرمائے گا۔ اللہ اپنے بندے کی مدد میں ہوتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے، اور جو ایسی راہ چلتا ہے جس میں اسے علم کی تلاش ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ

---

[7]۔ القرآن الکریم، سورہ مائدہ، 58۔

[8]۔ امام ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح سنن الترمذی تحقیق: احمد محمد شاکر وخرون، رقم الحدیث: 2945 داراحیاء التراث العربی بیروت، س۔ن

ہموار کر دیتا ہے اور جب قوم) لوگ (مسجد میں بیٹھ کر کلام اللہ) قرآن (کی تلاوت کرتے ہیں اور اسے پڑھتے پڑھاتے) سمجھتے سمجھاتے (ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے، انہیں رحمت الٰہی ڈھانپ لیتی ہے۔ ملائکہ انہیں اپنے گھیرے میں لیے رہتے ہیں، جس کے عمل نے اسے پیچھے کر دیا تو آخرت میں اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکتا"

اسلامی معاشرتی انصاف کا تصور یہ ہے کہ ہر فرد اور طبقے کی ضرورتوں کا خیال رکھا جائے اور کمزور طبقے کی مدد کی جائے۔

عوامی فلاح و بہبود کے منصوبے:

برصغیر میں کمزور اور پسماندہ طبقے کے لوگوں کو سماجی و معاشی انصاف فراہم کرنے کے لیے حکومت کو فلاحی پروگرامز کو فروغ دینا چاہیے، تاکہ سب کو برابر کے مواقع اور سہولیات میسر آئیں۔ حکومتوں کو عوام کی بنیادی ضروریات مثلاً صحت، تعلیم اور روزگار کی فراہمی یقینی بنانی چاہیے۔ پسماندہ اور محروم طبقوں کی فلاح کے لیے خصوصی پالیسیاں بنائی جائیں تاکہ معاشرے کے ہر فرد کو مساوی مواقع ملیں۔

1۔عدالت اور انصاف کا قیام:

اسلام میں انصاف کی اہمیت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور یہ کسی بھی پرامن معاشرے کے قیام کے لیے ناگزیر ہے۔ قرآن اور حدیث میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ انصاف کے بغیر معاشرے میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"یا ایھا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط ، شھداء للہ ولو علیٰ انفسکم او الولدین ولاقربین"

"اے ایمان والو! عدل کے ساتھ قیام کرو، اللہ کے لیے گواہی دیتے رہو اگرچہ وہ خود تمہارے یا تمہارے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو"۔[9]

یہ آیت ایک ایسی اصولی ہدایت فراہم کرتی ہے جو تمام قسم کے ذاتی، سماجی اور سیاسی معاملات میں عدل و انصاف کے قیام کو ضروری قرار دیتی ہے۔

اسلامی حل:

انصاف کی فراہمی: برصغیر جیسے تکثیری معاشرے میں اسلامی تعلیمات کے مطابق ہر فرد کو انصاف ملنا چاہیے، چاہے اس کا تعلق کسی بھی مذہب، قومیت، یا نسل سے ہو۔ معاشرتی انصاف سے ہی طبقاتی تفریق ختم ہو گی، اور لوگ اپنی زندگیوں میں امن و سکون محسوس کریں گے۔

2۔رواداری اور تحمل کا فرواں:

اسلام نے رواداری اور اختلافات کے احترام پر زور دیا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے مختلف مذاہب اور گروہوں کے ساتھ ہمیشہ نرمی اور تحمل کا برتاؤ کیا۔ مدینہ کی ریاست اس کی بہترین مثال ہے، جہاں مسلمان، یہودی، اور دیگر مذاہب کے لوگ ایک ساتھ پرامن طور پر رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"لکم دینکم ولی الدین۔"[10]

---

[9] القرآن، النساء 4:135

"تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین"

اسلامی حل:

بین المذاہب رواداری: اسلامی تعلیمات کے مطابق، دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ پرامن تعلقات استوار کرنا ضروری ہے۔ تمام مذاہب اور فرقوں کے حقوق کا احترام کیا جانا چاہیے، اور اسلامی حکومت کو اقلیتوں کے ساتھ عدل اور نرمی کا رویہ اپنانا چاہیے۔

عدم تشدد اور برداشت: اسلامی اصولوں کے مطابق، اختلافات کو پرامن طریقے سے حل کرنا چاہیے، اور کسی بھی قسم کے تشدد سے بچنا چاہیے

قانون کی برابری: اسلامی اصولوں کے مطابق، قانون کی نظر میں سب برابر ہیں، اور عدلیہ کا یہ فرض ہے کہ وہ بلا تفریق انصاف کرے۔

3۔ مسلمانوں کے درمیان بھائی چارے کا فروغ:

اسلامی تعلیمات کے مطابق، تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں اور ان کے درمیان کسی قسم کی تفریق یا فرقہ واریت نہیں ہونی چاہیے۔

حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا:

"قال رسول الله ﷺ: المسلم اخو االمسلم لا يظلمه ولا يسلمه و من كان فى حاجة اخيه كا ن الله فى حاجته"[11]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، پس اس پر ظلم نہ کرے اور نہ ظلم ہونے دے۔ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرے گا۔

اسلامی حل:

اسلامی اصولوں کے مطابق، مسلمانوں کے درمیان کسی قسم کی فرقہ واریت یا تعصب کا خاتمہ کیا جائے اور ان کے درمیان اتحاد و اتفاق پیدا کیا جائے۔ مسلمانوں کو آپس میں محبت، بھائی چارہ اور تعاون کی تلقین کی گئی ہے۔

4۔ اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ

اسلامی تعلیمات میں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے میثاقِ مدینہ کے ذریعے اقلیتوں کے حقوق کو تسلیم کیا اور ان کی جان و مال کی حفاظت کا ذمہ لیا۔ قرآن میں کہا گیا ہے:

"و ان طائفتان من المومنين اقتتلوا فاصلحوا بينهما ، فان بغت احداهما على الاخرىٰ فقاتلوا التى تبغى حتىٰ تفئ الىٰ امر الله ، فان فاءت فاصلحوا بينهما بالعدل و اقسطوا : ان الله يحب المقسطين ۔"[12]

---

[10] القرآن، الكافرون 109:6

[11] القرآن، الحجرات 49:10

[12] القرآن، الممتحنه 60:8

اور اگر ایمان والوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو دونوں کے درمیان صلح کرادو، پھر اگر دونوں میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے تو دونوں کے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف کرو۔بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے "

یہ آیت اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ اسلام میں غیر مسلموں کے ساتھ انصاف اور عدل کا برتاؤ لازمی ہے۔

اسلامی حل:

اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت: برصغیر جیسے معاشرے میں اقلیتوں کے ساتھ منصفانہ سلوک کیا جانا چاہیے۔اسلامی تعلیمات کے مطابق اقلیتوں کو تحفظ، ان کے مذہبی حقوق کی آزادی، اور ان کے ساتھ مساوات کا سلوک فراہم کیا جانا چاہیے۔

ذمیوں کے حقوق: اسلامی ریاست میں غیر مسلم اقلیتوں کو "ذمی" کہا جاتا ہے اور ان کے حقوق کی حفاظت حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

5۔مساوات اور وسائل کی منصفانہ تقسیم:

تعلیمات کے مطابق، ہر شخص کو مساوی حقوق ملنے چاہئیں اور کسی کو اس کی نسل، زبان، یا مذہب کی بنیاد پر تفریق کا نشانہ نہیں بنایا جانا چاہیے۔حضرت محمد ﷺ نے اپنے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا:

"یا ایها الناس ان ربکم واحد ، وان اباکم واحد ، ولا فضل لعربی علی العجمی ، ولا عجمی علی العربی ، ولا احمر علی اسود ، ولا اسود علی احمر الا بالتقوی ، ان اکرمکم عندالله اتقاکم ، الا هل بلغت؟ فلیبلغ الشاهد الغائب "

"اے لوگوں تمھارا رب ایک ہے تمھارا باپ ایک ہے،لہذا کسی عربی کو عجمی پر اور نہ کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں،نہ گورے کو سیاہ پر اور نہ سیاہ کو گورے پر فضیلت حاصل ہے مگر تقوی کی وجہ سے تم میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ عزت والا سب سے زیادہ متقی ہے، آگاہ ہو گیا میں نے پہنچا دیا؟لہذا حاضر شخص غائب تک یہ بات پہنچا دے۔"[13]

اسلامی حل:

اسلامی اصولوں کے مطابق، برصغیر جیسے معاشرے میں مساوات کا نفاذ اور وسائل کی منصفانہ تقسیم ضروری ہے۔زکوٰۃ اور صدقات جیسے اسلامی نظاموں کے ذریعے معاشی ناہمواری کو ختم کیا جا سکتا ہے اور تمام افراد کو مساوی مواقع فراہم کیے جا سکتے ہیں۔

6۔تعلیمی اصلاحات اور اخلاقی تربیت:

اسلام نے علم کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے اور مسلمانوں کو تعلیم حاصل کرنے کی تلقین کی ہے تاکہ وہ معاشرتی اور اخلاقی لحاظ سے مضبوط ہوں۔نبی مہربان ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"قال رسول الله ﷺ طلب العلم فریضة علی کل مسلم، و واضع العلم عند غیر اهله کمقلد الخنازیر الجوهر، و اللولو والذهب۔"[14]

---

[13] خطبہ حجۃ الوداع"، سیرت ابن ہشام، جلد:4

[14] ابن ماجہ، کتاب العلم، س حدیث:224 .5

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے اور نااہلوں اور ناقدروں کو علم سکھانے والا سور کے گلے میں جواہر، موتی اور سونے کا ہار پہنانے والے کی طرح ہے۔

اسلامی حل:

تعلیمی نصاب میں اخلاقی تعلیم: اسلامی تعلیمات کے مطابق، تعلیمی نظام میں اخلاقی اور روحانی تربیت کا اہتمام ہونا چاہیے تاکہ نئی نسل رواداری، انصاف اور بھائی چارے کے اصولوں پر عمل پیرا ہو سکے۔

تعلیم برائے امن: اسلامی معاشرت میں تعلیم کو امن اور عدل و انصاف کے قیام کے لیے استعمال کیا جانا چاہیے۔

7۔میڈیا کے کردار کو مثبت بنانا:

میڈیا کا کردار بھی امن و امان کے قیام میں نہایت اہم ہوتا ہے۔میڈیا کو ذمہ دارانہ کردار ادا کرنا چاہیے تاکہ وہ معاشرتی تقسیم کو بڑھانے کے بجائے امن کا پیغام پھیلائے۔

ذمہ دار میڈیا:

میڈیا کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ نفرت انگیز مواد یا فرقہ واریت کو فروغ نہ دے، بلکہ معاشرتی ہم آہنگی اور بھائی چارے کے پیغامات کو فروغ دے۔

میڈیا قوانین کا نفاذ:

حکومت کو ایسے قوانین بنانا چاہیے جو میڈیا کو فرقہ وارانہ یا نفرت انگیز مواد کی تشہیر سے روکیں۔

8 ۔بین الاقوامی امن اور انصاف:

اسلامی تعلیمات کے مطابق، تمام انسانوں کے ساتھ عدل اور انصاف سے پیش آنا چاہیے، اور جنگ اور تشدد سے بچنا چاہیے۔

"و ان جنحوا للسلم فاجنح لها و توكل على الله ، انه هو السميع العليم "[15]

اور اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف مائل ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کر۔بے شک وہی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

اسلامی حل:

بین الاقوامی تعلقات میں انصاف: اسلامی اصولوں کے مطابق، دیگر ممالک اور قوموں کے ساتھ عدل و انصاف پر مبنی تعلقات استوار کیے جائیں، اور کسی بھی قوم یا ملک کے ساتھ ظلم یا زیادتی نہ کی جائے۔

صلح کی کوشش: اگر کوئی قوم یا گروہ صلح کی پیشکش کرے، تو اسلامی تعلیمات کے مطابق اسے قبول کیا جائے اور جنگ یا تصادم سے گریز کیا جائے۔

[15] القرآن، الأنفال 8:61

9۔مفاہمت اور مکالمے کا فروغ:

برصغیر کے تکثیری معاشرے میں مختلف گروہوں کے درمیان مکالمہ اور مفاہمت کو فروغ دینا نہایت ضروری ہے تاکہ اختلافات کو بات چیت کے ذریعے حل کیا جا سکے۔

بین المذاہب مکالمہ:

مختلف مذہبی فرقوں کے درمیان مفاہمتی عمل کو فروغ دینا ضروری ہے تاکہ مختلف عقائد کے لوگ ایک دوسرے کی روایات اور مقدسات کا احترام کریں۔مثال کے طور پر، ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی اور دیگر مذاہب کے رہنماؤں کو مشترکہ فورمز پر لانا، جہاں وہ آپس میں بات چیت کریں اور ایک دوسرے کے عقائد کا احترام کریں۔

بین الثقافتی مکالمہ:

مختلف لسانی اور ثقافتی گروہوں کے درمیان مکالمے کو فروغ دینا تاکہ زبان، ثقافت اور روایت کے فرق کی وجہ سے ہونے والے تنازعات کو کم کیا جا سکے۔اسکولوں، کالجوں اور دیگر سماجی پلیٹ فارمز پر اس قسم کے مکالموں کو فروغ دینا امن و امان کے لیے مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

10۔وفاقیت اور خودمختاری کا فروغ:

برصغیر کے ممالک، جیسے بھارت اور پاکستان، میں مختلف صوبے اور علاقے اپنی مخصوص شناخت رکھتے ہیں۔سیاسی استحکام اور امن کو فروغ دینے کے لیے وفاقی نظام میں صوبوں اور ریاستوں کو زیادہ خودمختاری دینا ایک مؤثر طریقہ ہے۔

صوبائی خودمختاری:

مختلف علاقوں کو مقامی مسائل کے حل کے لیے زیادہ اختیارات دینا تاکہ مقامی سطح پر فیصلے کیے جا سکیں۔مثلاً، بلوچستان، کشمیر یا تامل ناڈو جیسے علاقوں میں مقامی حکومت کو زیادہ اختیارات دینا ان کے احساسِ محرومی کو کم کر سکتا ہے۔

مرکز اور ریاستوں کے درمیان توازن:

مرکز اور صوبائی حکومتوں کے درمیان اختیارات کی تقسیم کو منصفانہ بنانا تاکہ کسی ایک فریق کے ہاتھ میں زیادہ طاقت نہ ہو۔اس سے ریاستی حقوق اور مرکز کی طاقت میں توازن پیدا ہوتا ہے، جو سیاسی استحکام کے لیے ضروری ہے۔

11۔نفرت انگیزی اور انتہا پسندی کے خلاف اقدامات:

اسلام میں ہر قسم کے فساد اور انتہا پسندی کی ممانعت کی گئی ہے۔قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وابتغ فیما اٰتک اللہ الدار الاخرة ولا تنس نصیبک من الدنیا و احسن کما احسن اللہ الیک ولا تبغ الفساد فی الارض ، ان اللہ یحب المفسدین ۔"[16]

اور جو کچھ اللہ نے تجھے دیا ہے اس میں آخرت کا گھر تلاش کر اور دنیا سے اپنا حصہ مت بھول اور احسان کر جیسے اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے اور اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ، بے شک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا "

[16] القرآن،البقرہ2:205

اسلامی حل: اسلامی تعلیمات کے مطابق، ہر قسم کی نفرت انگیزی اور انتہا پسندی کی مذمت کی جانی چاہیے۔ ریاست کو چاہیے کہ وہ ایسے عناصر کے خلاف سخت اقدامات کرے جو معاشرتی امن کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

خلاصہ:

قرآن و سنت کی روشنی میں انصاف کے اصول برصغیر کے سیاسی مسائل کے حل کے لیے ایک جامع راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ اگر ان اصولوں کو سیاسی نظام میں صحیح طور پر نافذ کیا جائے اور انصاف کے اسلامی اصولوں کی تطبیق سے برصغیر کے سیاسی مسائل کا حل ممکن ہے۔ قانون کی برابری، اقتصادی اور معاشرتی انصاف، مذہبی و نسلی مساوات، اور عدلیہ کی آزادی جیسے اصولوں کو عملی جامہ پہنایا جائے تو سیاسی استحکام، عوامی فلاح و بہبود اور سماجی ہم آہنگی کا قیام یقینی ہو سکتا ہے۔ اس سے برصغیر کے تکثیری معاشرے میں امن اور ترقی کا راستہ ہموار ہو گا۔

نتائج البحث:

- اسلامی تعلیمات میں تکثیری معاشرے کے لیے امن و امان اور ہم آہنگی کی تعلیمات موجود ہیں۔
- ان تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر برصغیر جیسے متنوع معاشرے میں امن و سکون قائم کیا جا سکتا ہے۔
- اسلام کا پیغام عدل، رواداری، بھائی چارے اور امن کا ہے۔
- اسلام کے معاشرتی اصول کسی بھی معاشرتی یا سیاسی مسئلے کو حل کرنے کے لیے ناگزیر ہیں۔